ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸ جولائی ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ــــ حضرت لاہوری قدس سرہٗ

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْمَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمِ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں گالی گلوچ تک نوبت پہنچی۔ پس مسلمان نے کہا اس خدا کی قسم ہے جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جہاں والوں پر برگزیدہ کیا۔ یہودی نے کہا اس خدا کی قسم ہے جس نے موسیٰؑ کو جہان والوں پر فضیلت دی۔ مسلمان نے اس وقت اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چلاگیا جو کچھ اس کے اور مسلمان کے درمیان واقع ہوا تھا اس کی اطلاع دی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمان کو بلایا اس سے اس معاملہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے آپؐ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے موسیٰؑ پر بزرگی مت دو کیونکہ قیامت کے دن آدمی بیہوش کیے جائیں گے میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا پھر میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں جو افاقہ پائے گا۔ پس ناگہاں میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے ایک جانب کو پکڑنے والا پاؤں گا۔ پھر میں نہیں جانتا کہ موسیٰؑ ان لوگوں میں تھے جو بیہوش ہوئے تھے پھر مجھ سے پہلے ہوشیار ہوئے یا ان لوگوں میں تھے جنہیں اللہ نے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے میں نہیں جانتا آیا آج کے دن کی بیہوشی کا حساب طور کے دن کی بیہوشی میں کر لیا گیا ہے۔ یا مجھ سے پہلے ہوشیار ہوئے اور میں نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے افضل ہے اور ابی سعید کی روایت میں ہے کہ انبیاء میں ایک دوسرے کو فضیلت مت دو۔

سب سے اچھا کام

حدیث: اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک سب سے اچھا کام وہ ہے جو ہمیشہ جاری رہے چاہے تھوڑا ہو۔

بانیں ان کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشادات عالیہ کا مسلسل انتخاب

قیامت کے دن کے امتحانی سوالات

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ۔

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن انسان کے قدم نہیں ہٹیں گے (یعنی دربار الٰہی سے) یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے (یعنی پانچ سوالوں کا انسان سے جواب لیا جائے گا)

۱۔ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ

(پہلا سوال) عُمر کے متعلق ہوگا۔ کہ عمر کس کام میں صرف کی تھی۔

ایک صحیح باقی سب غلط

مثلاً کوئی کہے گا میرا مقصد یہ تھا کہ سب سے بڑا زمیندار بن جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ سب سے بڑا تاجر بن جاؤں کوئی کہے گا کہ اپنے محکمہ کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ وزیر بن جاؤں۔ کوئی کہے گا وزیر اعظم بن جاؤں۔ کوئی کہے گا کہ بادشاہ جاؤں۔ علیٰ ہذا القیاس سینکڑوں بلکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مقاصد حیات تجویز ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال خداوندی کے مقابلہ میں یہ سب جوابات غلط ہوں گے۔ صحیح جواب فقط ایک ہوگا اور وہ یہ ہے کہ میری زندگی کا اصل مقصد فقط تیری بندگی تھا۔ چنانچہ میں نے تیرے تجویز کردہ نظام الاوقات زندگی یعنی قرآن مجید کو اپنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیرے فرمان کے مطابق تیرے بھیجے ہوئے رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لئے نمونہ بنایا۔ باقی جتنے کام میں نے کئے۔ وہ مجبوراً کئے مثلاً کسب معاش کے لئے تجارت کی یا زراعت ملازمت کی یا دستکاری وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ جوانی کس کام میں صرف کی تھی۔ اس کا بھی ایک جواب صحیح ہوگا باقی سب غلط۔ مثلاً میں جوانی میں فٹ بال کا بہترین کھلاڑی تھا۔ یا ہاکی کا بہترین کھلاڑی تھا یا مکہ بازی میں سب سے نمبر اول تھا یا مشہور ترین ڈاکٹر تھا۔ یا قابل ترین انجینئر تھا۔ یا اعلیٰ درجہ کا سیاستدان مانا جاتا تھا۔ یا بہت بڑا کامیاب بیرسٹر تھا وغیرہ وغیرہ۔ سب جوابات غلط ہوں گے۔ فقط ایک جواب صحیح ہوگا کہ اے اللہ میرے نامہ اعمال میں دیکھ لے۔ جتنی ہمت اور چستی سے میں نے تیری بندگی کا حق جوانی میں ادا کیا تھا۔ اتنا نہ بچپن میں ادا کیا اور نہ بڑھاپے میں ادا ہو سکا۔

۳۔ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ

تیسرا سوال یہ ہوگا کہ مال کس ذریعہ سے حاصل کیا کرتا تھا (کہ وہ ذریعہ حلال کا تھا یا حرام) اس سوال کا فقط ایک ہی جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ اے اللہ میں نے فقط اس ذریعہ سے روپیہ کمایا جس میں تو راضی تھا۔ تیری مرضی کے خلاف کوئی ذریعہ اختیار نہیں کیا۔ مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، فریب کاری، دھوکہ بازی، رشوت خوری، خلاف قانون سرکاری مثلاً بلیک وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ

چوتھا سوال یہ ہوگا کہ کس جگہ صرف کرتے تھے۔ یعنی روپیہ کمانے کے بعد خرچ کہاں کرتے تھے۔ اس سوال کا

(باقی ص)

خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

دو خبریں ملاحظہ فرمائیں ———

۱۔ ایک اطلاع کے مطابق سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس جماعت سے منسلک ارکان کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکہ مکرمہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر مسجد الخفائر کو سربمہر کرنے کے علاوہ ریکارڈ اور لٹریچر اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھی سعودی حکومت نے ہر قسم کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی تھی جس کے تحت تبلیغی جماعت کو کالعدم قرار دے دیا گیا تاہم بعد میں اس جماعت کی سرگرمیاں بحال کر دی گئیں۔ سعودی حکومت کے تازہ فیصلے کی وجوہ معلوم نہیں ہو سکیں۔ (جنگ لاہور ۲۳ر جون ۸۳ء)

۲۔ ملک کے ممتاز قوال عزیز میاں نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ کے قریب باب العزیز کے سامنے گراؤنڈ میں سرزمین مکہ پر قوالی کرنے کی سعادت پہلی بار انہیں نصیب ہوئی ہے .... میں نے امیر مکہ کی اجازت سے قوالی کی، انہوں نے دعویٰ کیا کہ اس سے قبل کبھی سرزمین پر قوالی نہیں ہوئی۔ (جنگ لاہور ۲۶ جون ۸۳ء ص آخر)

یہ دو خبریں پڑھ کر دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اپنے برادر ملک سے ذرا کھلی بات کی جائے یہ ملک اس لحاظ سے بھی ہمارے لئے محترم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر اور اسلامیان عالم کا قبلہ مقدس اس سرزمین پر واقع ہے، اس سرزمین کو سرزمین وحی ہونے کا شرف حاصل ہے اس کے ایک شہر (مکہ معظمہ) کو نبی مکرم قائدنا الاعظم محمد عربی علیہ السلام



جلد ۲۹	۲۹ رمضان ۱۴۰۳ھ	۸ جولائی ۱۹۸۳ء	نمبر ۵



مدیر

مولانا محمد اجمل قادری

مجلس ادارت

محمد سعید الرحمن علوی

محمد ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی



دفاتر

انجمن خدام ... بلڈنگ سین جورنگی ناظم آباد کراچی

خدام الدین مرکز اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

ہدیہ دو روپے

مولانا ... نے ... پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

کا ابتدائی وطن اور دوسرے شہر (مدینہ منورہ) کو آپ کا دارالہجرۃ اور آخری مسکن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس سرزمین سے اسلام کا نور چار دانگ عالم میں پھیلا، حضور علیہ السلام کے خدام نے اس سرزمین پر اسلام کی حفاظت وصیانت کے لئے اپنا مقدس خون بہایا — گذشتہ چودہ سو سال کی تاریخ میں عالم اسلام میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔ حالات نے متعدد کروٹیں بدلیں لیکن اس مقدس سرزمین سے اسلامیان عالم کی وابستگیاں جوں کی توں رہیں، ان میں سرمو فرق نہ آیا حتیٰ کہ بداندیش و بدنہاد یورپ کے بہکائے میں آکر شریف وغیرہ نے اس سرزمین کی حرمت پامال کی تو بھی مسلمانوں کے مرکزِ خلافت نے غایت درجہ احتیاط برتی تا کہ اس مقدس سرزمین کا احترام مجروح نہ ہو۔ اور جب آل سعود اصلاح کے دعویٰ کے ساتھ برسرِ اقتدار آئے تو مسلمانان عالم نے ان کا زبردست خیر مقدم کیا اور خاص طور پر برعظیم ہند و پاک کے اہل صلاح و تقویٰ نے یہاں کے اہل بدعت و تکفیر کے شور و غوغا کے باوصف آل سعود کی بھرپور حمایت کی اور یہاں بپا ہونے والے شیطانی پروپیگنڈے کو قطعاً کوئی اہمیت نہ دی — آل سعود کی تحریک اصلاح کے خلاف یہاں جو ہنگامہ ہوا بدقسمتی سے بعض اچھے لوگ بھی اس کا شکار ہو گئے لیکن اہلِ صلاح و توحید نے اس کی قطعاً پرواہ نہ کی — اور پھر اہلِ صلاح و توحید اس بات پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے کل نہ آج — اس کی کوئی قیمت وصول نہیں کی، ان کا معاملہ خلوص و دیانت پر مبنی تھا، انہوں نے حمایت کی یا جو کیا محض حق کی غرض سے اور اللہ کی رضا کے لئے — ورنہ ہمارے ملک میں ان لوگوں کی کمی نہیں جو مختلف ذرائع سے اور مختلف عنوانات پر وہاں سے اب تک ڈھیروں کے حساب تعاون حاصل کر رہے ہیں، جماعت اسلامی اور سلفی دوست اس معاملہ میں پیش پیش ہیں لیکن ہمیں نہ اس سے غرض ہے نہ اس سے گِلہ۔ دینے اور لینے والوں کا اپنا معاملہ ہے وہ بھی خوش رہیں یہ بھی سلامت! لیکن ہمیں یہ دو خبریں پڑھ کر بے حد رنج ہوا اور رنج کی وجہ واضح ہے۔

الف: تبلیغی جماعت کسی باضابطہ جماعت کا نام نہیں اصلاح و تبلیغ کی ایک تحریک کا نام ہے جس کی ابتدا کرنے کا سہرا کاندھلہ کے ان درویشان خدامست کے سر ہے جن سے میوات کے اجڈ مسلمانوں کی حالت زار دیکھی نہ گئی اور پھر ارباب کاندھلہ کے خلوص سے میواتیوں نے ایمان و یقین کی دُنیا میں وہ کردار ادا کیا کہ قرون اولیٰ کے نیک فطرت مسلمانوں کی یاد تازہ ہو گئی — یہ تحریک آگے بڑھی اور اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کا نور پھیلایا حتیٰ کہ آج کمیونسٹ ممالک میں بھی اسکی صدائے بازگشت سُنی جا رہی ہے — فی الحقیقت اس تحریک کے نہ دفاتر ہیں نہ جھنڈا، نہ رکنیت فارم نہ ریکارڈ و رجسٹر — لاکھوں کے اجتماعات ہوتے ہیں اشتہار نہ پوسٹر، خبر نہ اعلان — اور کوئی اخبار اپنے طور پر ایسی بات کر دے تو ذمہ دار لوگ اس کا بُرا مناتے اور ناراض ہوتے ہیں۔

جماعتی لٹریچر گنتی کی چند کتابیں ہیں جن کا تعلق اعمال کے فضائل سے ہے یا پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایمان افروز واقعات سے — زیادہ تر کتابیں محدث عصر، برکت زمن حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم سے ہیں جنہوں نے نصف صدی حدیث کی وہ ٹھوس خدمت کی کہ عرب و عجم کے بڑے بڑے مدعیان علم کو یہ توفیق نہ ہو سکی --- یا پھر حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی مبسوط کتاب حیاۃ الصحابہؓ ہے جو بالخصوص دنیائے عرب میں بڑے اہتمام سے پڑھی اور سُنائی جاتی ہے — ان کتابوں میں کسی ایک سطر میں بغاوت کی بو نہیں ہاں اتنی دعوت ضرور ہے کہ لوگ اپنی زندگیاں حقیقی اسلام کے سانچہ میں ڈھال لیں اور جو شخص اس مشن میں لگ جاتا ہے اس کی زندگی میں انقلاب آ ہی جاتا ہے۔ ہمارے یہاں کے اہلِ بدعت نے اس جماعت و تحریک سے وابستہ لوگوں پر عرصہ حیات تنگ کرنا چاہا لیکن یہ چراغ ہدایت اتنا ہی روشن ہوا جتنا اسے بجھانے کی سعی مذموم کی گئی — سعودیہ میں جماعت پر پہلی بار ابتلا اس وقت آئی جب حرم مکی کا افسوسناک واقعہ رونما ہوا — اب پھر یہ خبر سامنے آئی ہے — سوال یہ ہے کہ ایسا

کیوں؟ اس جماعت کے مخلص، دیندار اور خدا ترس لوگوں سے سعودیہ کو کیا خطرہ ہے؟ کیا وہ انقلاب کی بات کرتے ہیں یا حکومت کے خلاف کسی سازش میں مصروف ہیں؟ اگر ایسا ہے تو حکومت کو اس کا واضح اعلان کرنا اور اس کا ثبوت فراہم کرنا چاہیئے ورنہ اللہ کے نیک بندوں کو ستانا ہولناک نتائج کا باعث بنتا ہے — سعودیہ میں جس تیزی سے یورپین تمدن اپنے تاریک سائے پھیلا رہا ہے، سینما وی۔سی۔آر اور ٹی۔وی جس طرح پھیل رہے ہیں ایک طبقہ ساری دنیا میں جس طرح عیش و طرب کی محفلیں رچانے میں سرگرم عمل ہے اس کے انجام و نتائج کا شاید کسی کو اندازہ نہیں۔ خدا معلوم وہاں کے وہ شیوخ جو ذرا ذرا سی بات پر فتوے داغ دیتے ہیں اور وہ فتوے یہاں ایک مخصوص طبقہ لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کرتا ہے — اس کی ان حالات پر کیوں نظر نہیں؟ اور ان کی زبانِ فتویٰ وہاں کیوں حرکت میں نہیں آتی — ملکی دولت ایک مخصوص خاندان یا کچھ مراعات یافتہ لوگوں کی سپردداری میں ہو اور اس سے تمدن جدید کی بھُول بھلیوں کا نت نیا سامان فراہم کیا جائے — اس پر اہل علم کیوں نہیں ٹوکتے — خاندانی بادشاہت کا مسئلہ بھی اہل علم کے سوچنے کا ہے۔ برعظیم کے اہلِ بدعت لندن تک کانفرنسیں کر کے ان مقدس شہروں کو "کھلا شہر" قرار دلوانے کی فکر میں ہیں (جیسا کہ پاکستان کی شرعی عدالت کے ایک جج کی تقریر یورپ سے واضح ہے۔ جبکہ یہودی لابی اپنے طور پر مصروف عمل ہے اور دنیائے عرب کا انتشار مستقل سردرد) اور یار لوگ ہیں کہ معمولی مسائل پر فتویٰ داغ دیتے ہیں لیکن بنیادی مسائل پر کوئی توجہ نہیں دیتے — کیا تبلیغی جماعت جیسی مخلص اور خدا ترس جماعت پر پابندی کے سلسلہ میں ارباب اقتدار اور اہلِ علم سنجیدگی سے اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں گے؟

ب: رہ گیا مسئلہ سرزمین مکہ پر امیرمکہ کی اجازت سے پہلی بار قوالی کا — وہ بھی پاکستان کے اس قوال کے ذریعہ جس کے گمراہ کن ریکارڈ صبح و شام یہاں گونجتے ہیں — ایک المیہ ہے — اور ہم دعا گو ہیں کہ اس المیہ کے بدانجام سے قبل ہی خدا وہاں کے ارباب اقتدار اور اہل علم کو بصیرت کی آنکھیں عطا فرما دے تا کہ وہ ان تمام معاملات کا سدّباب کر سکیں۔

ہم نے بڑی دلسوزی اور دردمندی کے جذبات کے ساتھ یہ سطور سپرد قلم کیں خدانخواستہ طعن و تعریض مقصود نہیں۔ اصلاح مقصود ہے — ہماری خواہش ہے کہ سعودی حکمران اور وہاں کے اہلِ علم خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام کا اہتمام کر سکیں اور ساری دنیا اس مقدس نظام کی برکات سے مستفید ہو سکے — قدرت کے بخشے ہوئے وسائل اور اس زمین کی مخصوص روایات کے پیش نظر سعودی حضرات کے لئے ایسا مشکل نہیں لیکن اس کے لئے جدید تمدن کی خوفناک آندھی سے بچ کر اسلامی تمدن کو اپنانا ہوگا اور اسلامی روایات کا جال اپنے اردگرد بننا ہوگا کہ اس کے بغیر ماضی کی رونقیں لوٹ کر اور پلٹ کر نہیں آسکتیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس مقدس مرکز کو سلامت رکھے۔ حوادث روزگار سے بچائے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ وہاں کے اہل اختیار کو نیکی و تقویٰ کی زندگی اپنانے کی توفیق دے اور عدل اجتماعی کا اہتمام کرنے کی سعادت بخشے — آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

علوی — ۲۲ رمضان ۱۴۰۳ھ

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

حقوق العباد ○ تعلیمات نبوی کا اہم ترین حصّہ

آج کا مسلمان اس حصّۂ دین سے بالکل غافل ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالیٰ

بعد از خطبہ مسنونہ :-

بزرگان محترم، برادران عزیز! دین وہ ہے جو سرکار دو عالم روح دو عالم فداہ ارواحنا وانفسنا صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے لے کر آئے۔ قرآن عزیز نے اس دین کا جابجا اس طرح ذکر کیا کہ اسی پر عمل میں نجات ہے۔ اس میں کمی جرم، زیادتی جرم، مثلاً اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامِ سورۂ آل عمران میں ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ دین قابلِ قبول اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔ پھر اسی سورہ آل عمران میں ارشاد ہے کہ جو شخص اس ضابطۂ خداوندی (دین اسلام) کے سوا کسی دوسرے دین کا طالب و خواہش مند ہوگا۔ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا (خود ساختہ اور نام نہاد) دین قبول نہ ہوگا اور ایسا شخص (اپنی تمامتر دینداری کے باوجود) قیامت میں خسارے اور نقصان میں ہوگا۔ یہ خود ساختہ دین کسی بھی شکل میں ہو بہرحال قابل رد ہے اور اس کی بارگاہ خداوندی میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ حضرت اقدس لاہوری قدس سرہٗ اسے "پنجابی دین" کے نام سے یاد کرتے کہ ان کے سامنے یہی سب سے بڑا فتنہ تھا ایک طرف دین محمدی کا وہ صاف ستھرا تصور تھا جس میں کسی قسم کا تصنع، ریا، نمود اور نمائش نہ تھی دوسری طرف وہ پنجابی دین تھا جس میں چند کھانے پینے کی رسموں اور نمائشی اعمال کے سوا نہ جب کچھ تھا نہ اب کچھ ہے۔ حضرت اقدس نے اسی کی اصلاح کے لئے متعدد رسالے لکھے ہیں جن میں اصلی حنفیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے گو وہ مختصر رسالہ ہے لیکن اس سے اللہ تعالےٰ نے بہتوں کی اصلاح فرمائی۔

بہرحال اصل دین وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کے نبی اللہ کی طرف سے لے کر آئے۔ اور قرآن عزیز میں سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے احسان و انعام کے طور پر ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کے لئے اس دین کو مکمل کر دیا۔ اور آپ پر اپنی نعمتیں مکمل کر دیں اور آپ کے لئے اس اسلام کو بطور ضابطہ حیات (دین) پسند فرما لیا۔

اب غور فرمائیں کہ جس دین کو اللہ تعالےٰ نے خود پورا کر دیا اور اس کی تکمیل فرما دی اس سے منہ موڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکنا کتنی بڑی گمراہی ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے حدیث میں بدعت کو جو گمراہی ارشاد فرمایا۔ اور اسے دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ بنایا تو اس کی وجہ بڑی واضح ہے کہ بدعت کرنے والا اس تخیل کا شکار رہتا ہے کہ میں اپنے عمل کے ذریعہ دین کے فلاں گوشہ کی کمی کو پورا کر رہا ہوں۔ (والعیاذ باللہ) کیونکہ جب وہ ایک نئی بات دین کے نام پر گھڑ کر داخل اسلام کرتا اور اس کے لئے اہتمام کرتا ہے تو اس کا یہی معنیٰ ہوا کہ دین کا یہ گوشہ نامکمل تھا۔ اب میں نے اسے تکمیل کا رخ دیا ہے —— اس لئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہمارے دین میں دین کے نام پر نئی چیز کی اختراع کرنے والا مردود ہے۔"

اور اس قسم کی مردود چیزوں کے موجد اور ان پر عمل کرنے والوں کی تعظیم اتنا بڑا گناہ ہے، کہ نبی پاک علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بدعتی کی تعظیم کرنا دین کو ڈھانے کے مترادف ہے اس لئے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوں یا صلحاء امت اور علماء و مجددین ملت سب نے بدعات کے خلاف جہاد کیا اور ہم تو بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمارے ان علاقوں کی نامور شخصیات چاہیں وہ حضرت علی ہجویری ہوں یا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت بابا سید فرید الدین گنج شکر ہوں یا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، ہمارے قادری سلسلہ کے مشائخ اُچّ ہوں یا حضرت صابر کلیری —— ان کے بعد حضرت مجدد سرہندی ہوں یا حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خانوادہ نسبی و روحانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) یہ حضرات دین اسلام میں ذرا سی ملاوٹ گوارا نہ فرماتے کیونکہ دین میں ملاوٹ کا گناہ اتنا سنگین ہے کہ الامان اور جس طرح کتمان حق کو چھپانا اللہ تعالےٰ نے یہود کی صفت قرار دیا ہے۔ اس طرح حق میں باطل کی آمیزش بھی اسی مردود ٹولہ کی صفت بتایا ہے جسے یہود کہا جاتا ہے (البقرہ) اور اس سے سختی سے روکا ہے۔ اس لئے میرے عزیزو! نجات صرف دین محمدی میں ہے اور بس!

دین کے دو گوشے

دین اسلام کی مقدس تعلیمات کی موٹے لفظوں میں تقسیم کی جائے تو اسے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے عنوان سے تقسیم کیا جا سکتا ہے حقوق اللہ میں بنیادی اہمیت ایمان اور عقیدہ توحید کو حاصل ہے۔ اس کے بعد عبادات کا معاملہ ہے جس پر اپنے اپنے موقعہ پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

جہاں تک دوسرے حصہ یعنی حقوق العباد کا تعلق ہے اس میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ بندوں کے دوسرے بندوں پر کیا حقوق ہیں اور ایک بندے پر دوسری مخلوقات کے کیا حقوق ہیں۔ یعنی اس دنیا میں جب ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ یا کسی بھی مخلوق کے ساتھ واسطہ پڑے تو اس کے ساتھ اس کا رویّہ کیا ہونا چاہئے اور اس باب میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا ہیں؟

حقوق العباد کی اہمیت

ایک خادم حدیث نے بجا طور پر لکھا ہے :-

"حقوق العباد کا مسئلہ اس لحاظ سے زیادہ اہم اور قابل لحاظ ہے کہ اس کے معاملہ میں اگر تقصیر و کوتاہی ہو جائے یعنی کسی بندہ کی ہم سے حق تلفی ہو جائے یا اس پر ظلم و زیادتی ہو جائے تو اس کی معافی اور اس سے نجات و سبکدوشی کا معاملہ اللہ تعالےٰ نے (جو بے حد رحیم و کریم ہیں اور اپنے بے پناہ حقوق ویسے ہی معاف فرما دیتے ہیں) اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا ہے، بلکہ اس کی صورت یہی ہے کہ یا تو اس دنیا میں اس بندہ کا حق ادا کر دیا جائے یا اس سے معافی حاصل کر لی جائے۔ اگر ان دونوں میں سے

کوئی بات بھی یہاں نہ ہو سکی تو آخرت میں لازماً اس کا حق ادا کرنا ہوگا اور وہ بے حد مہنگا پڑیگا۔ اور یا پھر اس کے حساب میں آخرت کا سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اور یہ تمام باتیں مختلف احادیث میں بڑے شرح و بسط سے ذکر کی گئی ہیں۔"

ارشادِ رسالت

اس سلسلہ میں ایک ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا وہ ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت سے حضرت امام بخاری قدس سرہ نے نقل فرمایا ——— محض اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :۔

"جس کسی نے اپنے بھائی کے ساتھ (مسلمان ہونا ضروری نہیں مطلقاً" بھائی کا لفظ فرمایا جس میں ہر انسان شامل ہے اور واقعہ یہی ہے کہ ظلم ظلم ہے چاہے کافر کے ساتھ کیا جائے) ظلم و زیادتی کی ہو، اس کی آبرو ریزی کی ہو یا کسی اور معاملہ میں اس کی حق تلفی کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ آج ہی اور اسی زندگی میں اس کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کر لے آخرت کا وہ دن آنے سے پہلے جب اس کے پاس حقوق کی ادائیگی کے لئے کوئی درھم ہوگا نہ دینار۔ اگر اس شخص کے پاس اعمالِ صالحہ ہوں گے تو اس کے ظلم کے بقدر مظلوم کو دلا دئے جائیں گے، اور اگر وہ نیکیوں سے بھی خالی ہوگا تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر لاد دئے جائیں گے۔ (گویا اس طرح انصاف کا تقاضا پورا کیا جائے گا)۔

یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ ہی کے حوالہ سے امام مسلم قدس سرہ نے اپنی صحیح میں بھی نقل کی ہے جس کو حضرت الامام لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبات کی چوتھی جلد میں ص ۱۴۰/۱۴۱ پر نقل فرمایا اور عنوان دیا ہے ——— مفلس کون ہے ——— حضرت کے الفاظ میں ترجمہ ملاحظہ فرما لیں :۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس و (نادار) کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درھم ہوں نہ کوئی اور سامان ——— تب آپ نے فرمایا۔ میری امّت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ لائے گا، اور ایسے حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر کوئی تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون پیا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پھر ہر ایک کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی قبل اس کے جو اس کے ذمہ حقوق تھے وہ پورے ہوں۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے پھر اس شخص پر وہ گناہ ڈال کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا"۔

عزیزو! خیال کرو کتنا نازک معاملہ ہے حقوق العباد کا، ہم آج ان کا رائی برابر لحاظ نہیں کرتے۔ ہم میں سے ہر شخص الاّ ما شاء اللہ جھوٹ، چغلی، غیبت، آبروریزی، دھوکہ دہی، خیانت، رشوت خوری، فرائض میں کوتاہی، اور اس قسم کے جرائم کا شکار ہے

اور سوچتا نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالےٰ نے شعب الایمان میں ہماری مخدومہ، محترمہ، سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے حضور نبی مکرم رحمت دو عالم، امام عالمیان قائدنا الاعظم علیہ السلام کا ایک ارشاد نقل کیا جو اس معاملہ میں گویا حرف آخر ہے۔ اس کا ترجمہ ہے :۔

"اعمالنامے (جن میں بندوں کے گناہ لکھے گئے ہیں) تین قسم کے ہیں ایک وہ جن کی ہرگز معافی اور بخشش نہ ہوگی۔ وہ تو ہے شرک، (اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں یہی ایک معاملہ ہے جس کی عدم معافی کا واضح اعلان ہے) قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ شرک کا گناہ ہرگز نہیں بخشے گا (سورۃ النساء) اور گناہوں کی ایک فہرست وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہ چھوڑے گا۔ وہ بندوں کے باہمی مظالم ——— زیادتیاں اور حق تلفیاں ہیں ان کا بدلہ ضرور دلایا جائیگا اور ایک فہرست گناہوں کی وہ ہے جس کی اللہ تعالےٰ کے ہاں اہمیت اور پروا نہیں۔ یہ بندوں کے وہ مظالم اور تقصیرات اور کوتاہیاں ہیں جن کا تعلق بس ان سے اور ان کے رب سے ہے اُن کے بارہ میں فیصلہ بس اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو بالکل معاف کر دے"۔

بہر حال میرے دوستو! میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ حقوق العباد کا معاملہ اس لحاظ سے بڑا سنگین ہے کہ ہم لوگ ان کی پروا نہیں کرتے لیکن ان کا فیصلہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا بندوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن کا حق ضائع ہوا۔ کسی کے ساتھ تمسخر، کسی کو حقیر سمجھنا، کسی کی غیبت کرنا، کسی کی چغلی کھا کر اسے نقصان پہنچانا، کسی کا مال ضائع کرنا۔ و علیٰ ھذا القیاس۔ ایک لمبی فہرست ہے کس کس کا ذکر کیا جائے یہ سب باتیں حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ ان کا معاملہ دنیا میں صاف کر لیں۔ جن سے زیادتی کی وہ زندہ ہیں تو مل کر معاف کرا لیں مر گئے تو مالی حقوق ان کے ورثاء کو لوٹا دیں۔ دوسرے حقوق ہیں تو ان کو ایصالِ ثواب کر کے بخشوا لیں ورنہ صبح قیامت ان سے نجات بڑی مشکل ہوگی۔ اور پھر یہ نماز اور روزے اور زکوٰۃ اور حج سب دوسروں میں بٹ کر رہ جائیں گے اور انسان منہ دیکھتا رہ جائے گا۔

اللہ تعالےٰ ہمیں حقوق العباد کی حفاظت و نگہداشت کی توفیق دے۔ اور ان کے اخروی انجام و وبال سے بچائے۔

(بقیہ: حضرت لاہوریؒ)

بھی فقط ایک جواب صحیح ہوگا باقی سب غلط۔ صحیح جواب فقط یہ ہوگا کہ اے اللہ تیری اجازت سے لے کر خرچ کرتا تھا۔ یعنی جہاں تیری شریعت اجازت دیتی تھی تو صرف کرتا تھا ورنہ نہیں۔ مثلاً بیٹے کے بیاہ پر تیری شریعت نے باجے بجانے سے منع کیا۔ تیل، مہندی، گانا، گھوڑی، سہرا، آتشبازی، سے منع کیا۔ میں نے ایک پیسہ وہاں خرچ نہیں کیا۔

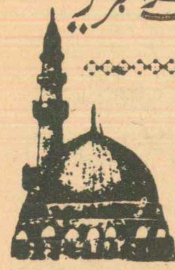
۵۔ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ

اور (میری شریعت کا) جو علم تمہیں پہنچا تھا۔ اس کے متعلق کیا عمل کر کے آئے ہو۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس سوال کا صحیح جواب فقط یہی ہو سکتا ہے کہ اے اللہ اپنی طاقت کے مطابق تیرے احکام کی تعمیل کر کے آیا ہوں۔ اس کے علاوہ باقی سب عذر نامنظور ہوں گے کہ اے اللہ دکانداری کے باعث عمل نہیں کر سکا یا اے اللہ کاشتکاری کی مصروفیت کے باعث عمل نہیں کر سکا یا عورت کہے گی کہ اے اللہ بچوں کی پرورش کرنے کے باعث عمل نہیں کر سکی۔ وغیرہ

ریحانۃ الہند والحجاز شیخ العرب والعجم حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز

تاثرات و مشاہدات

اعتکاف رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ



مولانا احمد عبدالرحمٰن الصدیقی، نوشہرہ صدر

ہمارے فاضل دوست مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی نے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ۱۴۰۰ھ میں رمضان المبارک میں حاضری دی جبکہ حضرت الشیخ فیصل آباد میں قیام پذیر تھے — یہ تاثراتی مضمون گو ہمیں دیر میں موصول ہوا لیکن اس کی بہار وقتی نہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ سدا بہار ہے اسی لئے اسے اسی نقطہ نظر سے پڑھنا چاہیئے۔ مضمون میں حضرت اقدس لاہوری قدس سرہ کا جابجا ذکر ہے جس سے حضرت الامام کی عظمت و بلندیٔ مرتبت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے — ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء (احقر علوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

"یہاں کوئی پابندی نہیں، نہ کھانے کی نہ سونے کی، ایک چیز نہایت سخت جُرم ہے وہ ہے کسی سے بات کرنا، اپنے کام میں مشغول رہیں یا فارغ وقت ہو تو آرام کریں مگر بات نہ کریں" یہ الفاظِ مبارکہ ہیں۔ امام العصر قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کے اس مکتوب حبیب کے جس میں ۱۹۷۶ء کے اعتکافِ رمضان المبارک کے لئے سہارنپور حاضری کی اجازت سیہ کار کو اور عزیزم قاری ریاض محمد سلمہٗ کو مرحمت فرمائی اور شرائط تحریر فرمائیں

لیکن باوجود بڑی کوششوں کے پاسپورٹ پر انڈیا کا اندراج کروانے میں ناکامی رہی اور ہم اس سعادت عظمیٰ کو حاصل نہ کر سکے۔ جس کا طبعی افسوس اور شدید صدمہ تھا۔ کہ کچھ عرصہ بعد حضرت الشیخ قدس سرہ کا مکتوب گرامی مدینہ منورہ سے وسط جون ۱۹۸۰ء میں موجب منّت و فرحت ہوا۔

جس میں حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان الکریم ۱۴۰۰ھ فیصل آباد پاکستان میں گذارنے اور وہاں حاضری کی اجازت سے نوازا تھا۔ دِل جھوم اُٹھا۔ اور اس دیرینہ تمنّا کے پورا ہونے کے حسین تصور سے بڑی مسرّت کے ساتھ وقت گذارتا رہا۔ کہ وہ مبارک گھڑی آن پہنچی اور سیہ کار جمعۃ المبارک

۲۷ شعبان ۱۴۰۰ھ (۱۱ جولائی ۱۹۸۰ء)

صبح صبح دارالعلوم پیپلز کالونی نمبر۱ فیصل آباد پہنچا۔ جس کے مہتمم مشہور تبلیغی بزرگ اور حضرت الشیخ کے خلیفہ راشد حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہم ہیں۔ اور انہی کی برکت و خصوصی دعوت پر حضرت الشیخؒ جیسی عظیم شخصیت اہل پاکستان کے لئے رحمت و برکات کا ذریعہ بنی۔

وہاں پہنچتے ہی حضرت مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی۔ پہچان لیا اور بڑی شفقت سے نوازا۔ پُرتکلف ناشتہ کروایا اور پھر تبلیغی اجتماع میں حاضری کے لئے تیار ہوا۔ آج اس اجتماع کا تیسرا و آخری دن تھا۔ نماز جمعہ سے قبل امیر التبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن

صاحب مدظلہٗ دہلوی نے بڑی عجیب و دلسوز دُعا کروائی۔ جو امریکہ سے واپس ہند تشریف لے جاتے ہوئے یہاں تبلیغی اجتماع میں شمولیت اور حضرت الشیخ کے استقبال کے لئے رُکے ہوئے تھے۔

اگلے دن اعتکاف پورے ماہ مبارک کرنے والوں میں اپنا نام بھی درج کروانے کی سعادت ملی رجسٹر میں ۷۷واں نمبر تھا۔ اور اسی ہفتہ کے دن ختم بخاری شریف میں شمولیت کا شرف نصیب ہوا۔ ۱۲ بجے دن دارالعلوم میں بخاری شریف کی آخری حدیث شریف اور اس کی تشریح دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی و استادِ حدیث حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہٗ خلیفہ اعظم حضرت الشیخ نے اپنے پیارے سادہ انداز میں فرمائی اور پھر شیخِ وقت محدثِ اعظم حضرت اقدس مولانا محمد زکریا قدس سرہ العزیز نے رُونمائی فرما کر علماء و صلحاء اور طلباء کے اس اجتماع کو نور و برکت سے بھر دیا۔ حضرت مفتی صاحب مہتمم دارالعلوم کی درخواست پر دوبارہ خود حضرت الشیخؒ نے آخری حدیث شریف کا لفظی اردو ترجمہ فرما کر اپنے منظورِ نظر و صاحبِ کمالات حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہٗ کو دُعا کے لئے فرمایا۔ انہوں نے بھی جس انداز سے دُعا مانگی اور الحاح وزاری اور رِقّت طاری ہوئی وہ عجیب مبارک منظر تھا۔ اور اہلِ دل کی دنیا آباد تھی۔ سیاہ کار حیران تھا

کہ اتنی مبارک مجلس میں ربّ کریم نے بندہ کو پہنچا کر اپنی ستّاری و غفاری سے بھی نوازا۔ اور اس طرح مبارک اعتکاف سے پہلے ہی ایک مبارک افتتاح ہو گیا۔

۱۳ جولائی اتوار کے دن اعتکاف کرنے والوں میں منتظمین نے جگہ تقسیم فرمائی۔ صف کی برابر لمبائی اور ڈیڑھ فٹ چوڑائی کے قریب جگہ دی گئی۔ پہلی صف تو غیر ممالک کے اکابر و مہمانوں کے لئے تھی۔ دوسری صف بھی مختص تھی بہرحال سیہ کار کو اسی دوسری صف میں منبر کے بالکل سامنے بہت عمدہ جگہ ملی۔ سیہ کار پر منتظمین نے بڑا احسان فرمایا۔ جس کا یہ کور باطن ہرگز اہل نہ تھا۔ اگلا دن پیر کا یوم الشک تھا۔ لیکن رویت ہلال کا اعلان کسی طرف سے بھی نہ ہوا۔ اس لئے روزہ تو نہ تھا۔ لیکن عصر کی نماز سے معمولات شروع کرا دئے گئے۔ نماز عصر کے بعد حضرت الشیخؒ کی کتاب "اکابر کا رمضان" پڑھی گئی۔ حضرت الشیخؒ کے ساتھ تمام احباب و حضرات بھی ہمہ تن گوش تھے۔

یہ کتاب حضرت مولانا احسان الحق صاحب مدظلہٗ رائے ونڈ والوں نے پڑھی۔ رات عشاء کی نماز کے بعد تراویح میں ختم کلام مجید حضرت شیخ کے داماد حضرت مولانا حافظ محمد سلمان صاحب سہارنپوری مدظلہٗ نے شروع فرمایا۔ تراویح کے بعد پہلے سورہ یٰسین شریف کا ختم اور پھر چہل حدیث درود و سلام کا عجیب نورانی ورد ہوا۔ سب پوری توجہ اور مراقبہ میں اپنے آقا و مولا نبی رحمت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں درود و سلام کے ہدیے و تحفے بھیج رہے تھے۔ اس کے بعد اسی مجلس شیخؒ میں "فضائل رمضان" کا کچھ ابتدائی حِصہ پڑھا گیا۔ رات خوب گذری۔ سحری آخری وقت میں ہوئی۔ اور اذانِ فجر کے فوراً بعد نماز فجر ادا ہوئی۔ پھر بتّیاں گل کر دی گئیں۔ اور اکثر حضرات آرام کرنے لگے۔ نماز ظہر کے بعد ہر ایک طالب و سالک اپنا اپنا ذکر خاص کر دوازدہ تسبیح میں منہمک رہا۔ اور مسجد کے در و دیوار ذکر سے گونج رہے تھے۔ اس کے بعد بندہ نے مولانا احسان صاحب کے ذریعہ حضرت الشیخ کا اجازت نامہ و خط اندر بھجوایا۔ تھوڑی دیر بعد بلاوا آیا۔ مسرّت ہوئی۔ مگر ڈرتے ڈرتے حضرت جامع الکمالات الظاہریہ والباطنیہؒ کی خدمتِ بابرکت میں پہنچا۔ فوراً حضرت الشیخؒ نے فرمایا" السلام علیکم۔ کہئے مزاج کیسے ہیں۔ خیریت ہے؟ آپ کے نام میرا خط تو میں نے سُن لیا۔ آپ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ والے اذکار فرماتے رہتے ہیں کون کون سے؟ اتنے ڈھیر سارے انعامات و سوالات کے بعد سیہ کار نے عرض کیا۔ لطائف ستّہ اور مراقبہ نورانی تک تفصیل بیان کی۔ سُن کر خوش ہوئے اور فرمایا "بہت مبارک ہیں" پھر دریافت فرمایا "اجازت بھی حضرتؒ سے ملی ہے" میں نے ان

کے خلیفہ راشد حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ علیہ کی طرف سے عرض کیا تو فرمایا "مبارک ہو مبارک" اور سیاہ کار کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں پکڑ کر دباتے ہوئے فرمایا "ماشاء اللہ بس اور اب کیا ضرورت ہے" میں نے عرض کیا کہ خود حضرت الشیخ لاہوری رحمہ اللہ علیہ کے بھی تو دو شیخ تھے اور فیض تو بہت بزرگوں سے ملا۔ بندہ ان کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے حضرت والا سے استفادہ کا طالب و شوقین ہے۔ آپ نے مجھے مراقبہ دعائیہ عنایت فرمایا ہوا ہے۔ تو ارشاد فرمایا "کہ بس یہی کافی ہے حضرت رحمہ اللہ علیہ کے معمولات میں سب کچھ آگیا ہے سب کچھ مراقبہ دعائیہ بھی کرتے رہو۔ عجیب چیز ہے اور کوئی مشورہ ہو تو کرتے رہو۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ مراقبہ دعائیہ بجائے پندرہ منٹ کے آدھ گھنٹہ کر لیا کریں۔" پھر میں نے دوازدہ تسبیح اور ضیاء القلوب کے جملہ اشغال و اذکار کا حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہٗ کی طرف سے اجازت حاصل ہونے کا عرض کیا۔ تو فرمایا "کہ کرتے رہو مگر سب مت شروع کرو۔ ہاں بوجھ نہ بن جائے۔ دوازدہ تسبیح تو ہو۔ اچھی بات ہے۔" پھر سیہ کار نے گذشتہ دنوں امام ربانی حضرت گنگوہی رحمہ اللہ علیہ کے خواب میں دیکھنے اور معمولاتِ یومیہ مصنفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی مدظلہٗ خلیفہ حضرت تھانویؒ عطا فرمانے کا ذکر کیا تو فرمایا "بہت مبارک" پھر اپنے خادم سے فرمایا کہ دیکھو معمولات یومیہ ہو تو ان کو دے دو۔ جس پر میں نے موجودگی کا عرض کیا۔ بڑی محبت و شفقت سے مصافحہ فرماتے ہوئے مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کے لئے سلام لکھنے کا فرمایا اور پہلی تفصیلی ملاقات اس انداز کریمانہ سے نصیب ہوئی کہ سیہ کار شاداں و فرحاں اٹھا۔ اتنی دیر حضرت الشیخ مدظلہٗ کے دستِ مبارک کی گرمی سیہ کار کے گندے ہاتھوں کو نصیب رہی۔ اللھم لک الشکر والحمد کلہٗ۔

آج سے ہی ۱۱ بجے دن کو حضرت مفتی دیوبند مدظلہٗ کا وعظ شروع ہوگیا جس میں روحانی اصلاحی علمی عجائبات تھے۔ اس طرح یہ پہلا روزہ اپنی برکات کے ساتھ جلوہ فگن رہا۔ یہ پہلا روزہ منگل کے دن بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۸۰ء شروع ہوا۔

جمعرات کے دن کے معمولات کے اختتام پر شب جمعۃ المبارک کو تراویح کی بعد والی مجلسِ شیخؒ میں چہل حدیث شریف درود و سلام کے بعد حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار:

ﮯ تمنا بر آمد جان عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

اور قصیدہ بردہ شریف کے کچھ اشعار حضرت الشیخؒ کے خلیفہ حضرت مولانا معین الدین صاحب مدظلہٗ مراد آبادی اپنے والہانہ انداز و ترنّم میں ایسے پڑھے کہ بھرپوری محفل عشق و محبت نبوی علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ میں سرشار ہوگئی۔ اور عجیب کیفیت دیر تک طاری رہی۔ فبارک اللہ لنا ولھم آمین

۴ رمضان ۱۴۰۰ھ جمعۃ المبارک کی نماز فجر میں حضرت الشیخ کے ارشاد سے قنوت نازلہ شروع کرا دی گئی جو آخر رمضان شریف تک جاری رہی۔ امام الصلوٰۃ بھی عجیب بزرگ حضرت الشیخؒ کے خلیفہ مولانا محمد یوسف صاحب متالا انگلینڈ والے تھے۔ ہر جمعۃ المبارک کی نماز فجر میں الم السجدہ سورت بھی بطریق مسنونہ پڑھی جاتی رہی۔ اسی طرح نماز ظہر کے بعد روزانہ ختم خواجگان شریف باقاعدگی سے ہوتا رہا جس کے بعد پوری امت کے خیر و عافیت کے لئے دعائیں ہوتیں۔ ہر جمعہ کو نماز عصر کے فوراً بعد درود شریف اسّی مرتبہ سب شرکاء مجلس پڑھتے تھے جس کے بارے میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اس سے اسّی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ درود شریف حضرت الشیخ نے فضائل درود شریف میں درج فرمایا ہے۔ یہ تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔

اسی طرح ہر رات تراویح کے بعد مجلس شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اختتام پر چند منٹ احباب و سالکین کرام دم لیتے۔ چائے وغیرہ پیتے اور پھر جو ذکر مراقبات اشغال کے ساتھ ساتھ دو دو چار چار حضرات جماعت بنا کر نفل میں قرآن کریم سنتے سناتے تو مسجد گونج اٹھتی۔ اور ہر طرف ایک عجیب نورانی چادر تنی ہوئی محسوس ہوتی۔ کہ کوئی تنہا نفل پڑھ رہا ہے تو کچھ لوگ جماعت سے نفل میں مشغول ہیں۔ کچھ لوگ قرآن عزیز کھولے ہوئے تلاوت میں منہمک ہیں۔ تو کوئی دعا و زاری میں مصروف آہ و بکا ہے۔ کوئی اپنے ذکر و تسبیح میں مست ہے۔ تو کوئی مراقبات میں روحانی دنیا کی سیر کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ ایک اللہ والے اور قلب زندہ کے حامل متبع سنّت بزرگ کی برکت و نسبت سے کیسی زندگی و حرارت پیدا ہوگئی تھی جس کا تصوّر بھی مشکل کیا ناممکن تھا۔

۷ رمضان ۱۴۰۰ھ بروز پیر مغرب کے بعد عشاء سے متصل پہلے مجلسِ شیخؒ میں عام معمول کے مطابق بیعت ہونے والے خوش نصیبوں کو اس سلکِ مروارید میں اپنے آپ کو پرونے کی سعادت ملی۔ اس کے بعد دو بچوں نے تبرکاً حفظ قرآن مجید شروع کیا۔ برادر محترم مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی زید مجدہم راولپنڈی والے (جن کے بارہ میں بعد میں علم ہوا کہ انہیں بھی حضرت الشیخؒ نے اپنا مجاز ہونے کی سعادت بخشی) کلام مجید لے کر سامنے بیٹھ گئے اور سورت فاتحہ پڑھ کر اپنے حفظ کا افتتاح فرمانے لگے۔ سیہ کار نے بھی موقع غنیمت جان کر قریب ہی مولانا احسان صاحب کو اشارہ سے اپنے لئے عرض کیا۔ انہوں نے حضرت الشیخؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یہ مولانا عبد الرحمٰن صدیقی بھی حفظ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت الشیخ نے فرمایا کہ "ہاں پڑھیں" سیہ کار نے درود شریف، تعوذ، تسمیہ کے ساتھ سورۃ الفاتحہ آمین تک پڑھ کر حضرت اقدس کی طرف دیکھا۔ فرمایا "بس مبارک" اور پھر مولانا احسان صاحب کے ذریعہ دعا کروائی۔ جس میں حفظ، قرأت، فہم اور اس کی دعوت چہار دانگ عالم میں پہنچانے کی نفیس و عجیب دعائے مقبولہ کی گئی۔ حضرت الشیخؒ کے ساتھ ان کے خلیفہ اعظم حضرت صدر مفتی دار العلوم دیوبند مدظلہٗ بھی تشریف فرما تھے عجیب سہانا منظر تھا۔

۹ رمضان المبارک بروز بدھ دو ہندوستانی بزرگ حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مدظلہٗ جو ابوظبی میں شرعی جج ہیں۔ اور حضرت مولانا محمد کاندھلوی مدظلہٗ جو حضرت الشیخ کے قریبی ہیں اور بستی نظام الدین دہلی میں مقیم ہیں، کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کی لاہور روانگی کی اطلاع مولانا سعید الرحمٰن علوی صاحب زید مجدہم مدیر خدام الدین کو دی کہ وہ حضرت انور مدظلہٗ سے ملنے کے لئے شیرانوالہ تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ اور دفتر خدام الدین ادارہ بھی دیکھنے کا فرما رہے تھے۔ علاوہ ازیں ایک مرنجاں مرنج شخصیت حضرت الشیخ کی اکثر کتب کے مرتب اور خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری المدنی مدظلہٗ سے بھی تفصیلی ملاقات نصیب ہوئی اور ان کی علم و معرفت سے بھرپور ہدایات و گفتگو سننے کی سعادت ملی۔

۱۰ رمضان جمعرات کی رات کی مجلس میں فضائل درود شریف مجلس شیخؒ میں شروع کروائی گئی کہ گذشتہ رات فضائل رمضان ختم ہو چکی تھی۔ باقی معمولات حسبِ سابق تھے۔ آج کل عصر کے بعد کتاب "فیض شیخ" چل رہی تھی وہ بھی آج ختم ہوئی اور جمعۃ المبارک ۱۲ رمضان کو عصر کے بعد ارشاد الملوک ترجمہ اردو امداد السلوک شروع کرائی گئی۔ اس مجلس میں بھی حضرت مولانا معین الدین صاحب مدظلہٗ مراد آبادی ہی کتاب اپنے مخصوص انداز میں پڑھتے ہیں۔

۱۷ رمضان جمعرات کی شام حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ مہتمم دار العلوم نے سیہ کار کو شیخ الحدیث استاذی حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہٗ مہتمم دار العلوم حقانیہ و امیر انجمن خدام الدین نوشہرہ چھاؤنی کا گرامی نامہ عطا فرمایا۔ جس میں ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ حضرت الشیخؒ کی خدمت میں سلام و پیغام دعا پہنچانے کا ارشاد تھا۔ اور عشاء کی تراویح و مجلس شیخ قدس سرہ کے بعد رائے ونڈ

کے مشہور تبلیغی بزرگ حضرت بھائی عبدالوہاب صاحب مدظلہٗ تشریف لائے۔ دور سے میرا نام پکار کر معانقہ کا شرف بخشا اور حضرت عارف کامل مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی مسترشد قاری محمد اسحاق صاحب کا پیغام پہنچایا۔ جس میں ان کے نام حضرت رائے پوری موصوف قدس سرہٗ کا خط اور اس میں حضرت الشیخ لاہوری قدس سرہٗ کے لئے سلام کے بعد اُن سے میرے لئے نجات کی دُعا کرائیں کا پیغام تھا۔ اس پر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خط قاری صاحب سے لے لیا۔ اور اسے اپنے لئے تبرکاً محفوظ فرما لیا۔ اس کے بعد حضرت بھائی عبدالوہاب صاحب مدظلہٗ نے اپنے زمانہ طالب علمی کے واقعات بتلائے کہ وہ ۳۹ء سے ۴۳ء تک حضرت کے درسوں میں شامل ہوتے رہے بس جہاد کا شوق بہت ہو جاتا تھا اور بزرگوں کے واقعات عجیب انداز سے حضرت لاہوریؒ بیان فرماتے تھے۔ تقریر و درس لچھے دار نہیں ہوتے تھے لیکن عجیب اثر و برکت ہوتی تھی ایک دفعہ درس میں فرمایا کہ تبلیغ بڑا جہاد ہے۔ میں بہت خوش ہوا کہ ہم تو تلواروں اور بندوقوں سے جہاد کرنے کی بات سنتے پڑھتے تھے۔ خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ان چیزوں کے سیکھنے، انگریز سے ملک کو پاک کرنے اور حکومت الٰہی کے قائم کرنے کے پروگرام ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہ تبلیغ کی بات جب سُنی تو اپنے ہاسٹل میں دعوت دی مگر کسی نے نہ مانی اور بھائی! طریقہ مجھے آتا نہیں تھا۔ بعد میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات میں طریقہ بھی اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا کہ یہاں تو منت سماجت کرنی پڑتی ہے۔ بہرحال ابتدائی ذوق حضرت لاہوریؒ کے ہاں سے ملا۔

۱۹ رمضان ۱۴۰۰ھ ہفتہ (۲ اگست ۱۹۸۰ء)

نماز فجر کے بعد مولانا احسان صاحب مدظلہٗ نے پوچھا کہ آپ کا دل لگا۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ سبحان اللہ یہاں دل نہ لگے عجیب روحانی بہار ہے اور بڑا مزہ ہے۔ پھر میں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کے خط کا پیغام حضرت الشیخ قدس سرہٗ تک پہنچانے کے لئے عرض کیا مصافحوں کے بعد اچانک مولانا موصوف نے حضرت الشیخؒ سے ملاقات کا مژدہ سُنایا۔ اور فوراً یہ سعادت ملی۔ حضرت الشیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں سلام و مصافحہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کا خط پڑھنے لگا۔ فوراً حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ "میرا سلام بھی لکھ دو" پھر سیہ کار نے پیغامِ دُعا عرض کیا۔ تو فرمایا "بالکل دریغ نہیں میرے لئے بھی ان کی خدمت میں دُعا کے لئے لکھ دیں"۔ اور پھر مُسکراتے ہوئے فرمایا کہ "پہلے بھی ان کا سلام و پیغام پہنچا تھا" اور اس تمام وقت میں حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ اقدس کی گرفت میں رکھا۔ جس سے از حد روحانی قلبی مسرت حاصل ہوئی۔ کہ یہاں تو مصافحہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ مگر یہ سب رحمتِ خداوندی کا ظہور ہے۔ کہ وہ مجھ جیسے گنہگاروں کا بھی ربّ رحیم و کریم ہے۔

شام سے احباب کی تعداد بڑھنے لگی آخری عشرہ کے اعتکاف کے لئے آنے والوں کا ہجوم امڈ آیا۔ معتکفین کی جگہ پہلے سے بھی تنگ اور چھوٹی کر دی گئی۔ مسجد کا صحن اور اوپر کی چھت بھر گئی۔ چھت پر سائبان لگانا پڑا۔ اور ہم نے حضرت قاری جاوید اقبال بخاری مدرس جامعہ رشیدیہ ساہیوال کی امامت میں رات نفلوں میں نیا ختم قرآن شروع کر دیا ماشاء اللہ۔

۲۳ رمضان بدھ کو عصر کی نماز سے پہلے حضرت الشیخ قدس سرہٗ کی طرف سے "منزل" ۳۳ آیات مبارکہ کا عمل مبارکہ خاص احباب میں تقسیم کیا گیا۔ سیہ کار کو بھی حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ نے ان کی طرف سے عطا فرمایا۔ اور عصر کے بعد سے روزانہ اس کا وِرد بھی ہونے لگا۔

۲۴ رمضان جمعرات کو بعد نماز عصر امداد السلوک ختم ہو جانے کی وجہ سے "تبویب الحکم" مجلس شیخؒ میں شروع کی گئی رات کو حضرت مولانا رشید الدین حمیدی دامت برکاتہم مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد دامادِ شیخ الاسلام امام المجاہدین سید العارفین حضرت مدنی قدس سرہٗ سے

تفصیلی ملاقات کا شرف ملا۔ جو حال ہی میں ہند سے اعتکاف کے لئے تشریف لائے اور انہیں اسی اعتکاف کے دوران حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے خلافت مرحمت فرمائی۔ مولانا موصوف عید الفطر کے بعد سخاکوٹ حضرت اسیر مالٹا مولانا محمد عزیر گل دامت برکاتہم تلمیذ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی ملاقات کے لئے اور پھر حضرت مفتی محمود صاحبؒ سے ملنے کے لئے ملتان کا پروگرام بنانا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں انہیں مشورے بھی پیش کئے اور حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں سیہ کار نے اطلاعاً ایک عریضہ ان کے گھر روانہ کر دیا۔

۲۶ رمضان ہفتہ کا دن گذرنے کے بعد ۲۷ ویں مبارک شب میں تراویح میں ختم قرآن بہت سادگی اور بالکل عام معمول کے مطابق ہوا۔ نہ قمقمے تھے نہ مٹھائی۔ نہ جھنڈیاں اور نہ کرّوفر۔ البتہ تراویح کے بعد سورۃ یٰسین شریف کے بعد جو دعا کی گئی وہ معمول سے زیادہ لمبی تھی۔ اور انتہائی رِقّت اور آہ و بکا سے پُر تھی۔ بارہ چودہ منٹ تک پوری اُمت کے لئے خیر کے فیصلے ہو جانے کے لئے ربّ کریم کی بارگاہ عالی میں دعائیں کی گئیں۔ خود حضرت الشیخ قدس سرہٗ پر رِقت کا شدید اثر تھا۔ اور آواز بُکا سُنی جا سکتی تھی۔ عجیب برکات اور رحمتوں کا نزول محسوس ہو رہا تھا۔ اور اس کے بعد انوار کے دن صبح سویرے ختم قرآن فرمانے والے مولانا حافظ سلمان صاحب، حضرت الشیخؒ کے نواسہ اور صاحب علم و فضل مولانا محمد شاہد صاحب مدظلہٗ، مولانا معین الدین مراد آبادی، حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری جو حضرت شیخ کے اجل خلفاء سے ہیں، کئی دنوں تک مجلس وعظ میں ارشاد فرماتے رہے۔

حضرت الشیخؒ کے صاحبزادہ محترم اور مستقبل کی امیدوں کے محور حضرت مولانا محمد طلحہ مدظلہ العالی اور مدرسہ مظاہر العلوم میں حضرت الشیخ قدس سرہٗ کے جانشین و شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب دامت برکاتہم وغیرہ۔ ہندی حضرات حضرت الشیخؒ کی اجازت سے وطن واپس روانہ ہو گئے۔ ان مبارک حضرات کی وجہ سے رونق بہت تھی۔

۲۸ رمضان ۱۴۰۰ھ بروز پیر (۱۱ اگست ۱۹۸۰ء) دن کو حضرت جامع الکمالات مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہٗ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کے یومیہ بیان (وعظ) کے بعد ان کی مجلس میں حاضری دی۔ اور حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے تعارف کے سلسلہ میں دریافت کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا "میری پھوپھی صاحبہ لاہور میں رہتی تھیں۔ ان کا انتقال ہوا۔ اس محلہ میں اکثر بدعتی حضرات تھے اور لاہور تو ان سے بھرا ہوا تھا۔ اس لئے کوئی جنازہ اٹھانے کے لئے تیار نہ تھا کہ سب دوسرے تھے۔ میں ایک واقف کے گھر مشورہ کے لئے پہنچا۔ وہ صاحب میرے ساتھ شیرانوالہ دروازہ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ طلبائے قرآنی بھجوا دئے اور ان مرحومہ کے جنازہ کو یہ طلباء قرآنیہ کی سعادت ملتی تھی۔ وہ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت تھیں"۔ اس واقعہ کے علاوہ ایک دفعہ درس قرآن کی سماع کی سعادت ملی اور دوسری دفعہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں دُور سے ملاقات کا شرف ملا تھا"۔ پھر سیہ کار نے حضرتؒ کے بارے میں تأثر پوچھا تو فرمایا "کہ ایک لفظ عرض کرتا ہوں۔ اس کی قدر عام طور پر نہیں ہے اور وہ یہ کہ "بہت مخلص تھے" اور خدمت و اشاعتِ قرآن کا داعیہ تھا بڑے مجاہد تھے اور مُسلمانوں کی بے راہ روی پر کُڑھتے اور بے چین رہتے تھے"۔ اس پر قریب بیٹھے ہوئے احباب جن میں حضرت مولانا عبدالمنان رائے پوری مدظلہٗ بھی تھے نے کہا کہ سب صفات کمال تو آپ نے اس مختصر جملہ میں بیان فرما دئے۔ پھر حضرت صدر مفتی موصوف مدظلہ العالی نے حضرت لاہوریؒ کے تقاریر تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ "اُسے میں نے دیکھا ہے عجائبات تھے"۔ کسی نے وہ تقریر تفسیر حضرت تھانویؒ کی خدمت میں تفسیر قرآن کے نام سے پیش کر دئے۔ حالانکہ وہ تو نکات تھے اور کلام الٰہی سے نکات تو قیامت تک نکلتے رہیں گے۔

خیر حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے ایک رسالہ مخالفت میں لکھا۔ تو کسی طالب علم نے دارالحدیث دارالعلوم دیوبند میں دوران سبق حضرت مدنی قدس سرہٗ سے عرض کیا اور پوچھا تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ "مولانا احمد علی لاہوریؒ گمنام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت وشہرت دی۔ قرآن کی خدمت اُن سے لی۔ یہ بعض کو پسند نہ آیا تو نکات اور الاعتبار والتاویل تفسیر کرکے حضرت تھانوی کے سامنے پیش کرکے اپنا مقصد پورا کرنا چاہا مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا حضرت مولانا لاہوری کا مسلک بالکل صحیح ہے اور وہ ہمارے بہترین ساتھی، مجاہد اور ماہر قرآن ہیں۔" پھر حضرت مفتی مدظلہٗ نے مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کے مظاہر العلوم میں پڑھنے اور ان کے شاگرد ہونے کا تذکرہ وقیع الفاظ میں فرمایا۔

اسی دن عشا کے بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے چند علمائے کرام اور سیہ کار کو احادیث شریفہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت الشیخؒ کی طرف سے مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ نے پہلے مسلسل بالاوّلیہ "المسلسلات" میں سے اور پہلی حدیث شریف بخاری شریف میں سے باآواز بلند ان کتب کو سامنے رکھ کر تلاوت فرمائی۔ پھر حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے شریک علماء کو ان کی اور دیگر کتب احادیث شریفہ کی اجازت اپنی طرف سے دی اور دوسرے دن تحریری سندات بھی عطا فرمائیں جو سیہ کار کے لئے ذریعہ نجات وسعادت ہے۔

آخر کار یہ مبارک ماہ انجام کو پہنچنے لگا۔ سب اس مقدس ماہ کے فیوض وانوار کے تذکرے کر رہے تھے۔ اور ۱۳/ اگست ۱۹۸۰ء، یکم شوال ۱۴۰۰ھ عیدالفطر کا دن اپنی خوشیاں اور برکتیں ساتھ لے کر جلوہ گر ہوا۔ نماز فجر کے فوراً بعد حضرت اقدس شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ کاملہ کے سامنے لاؤڈ سپیکر لایا گیا۔ اور بحمدہ الکریم زندگی میں پہلی مرتبہ اس محدث اعظم سے درس حدیث ان کی زبان مبارک سے سُننے کا لازوال شرف ونعمت نصیب ہوئی۔ فرمایا کہ "عید کے دن دو حدیثیں مسلسلات کی بیان کرتا ہوں ایک "مسلسل بالعید" اور دوسری مسلسل بالاسودین التمر والماء، پہلی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے صبح ارشاد فرمائی جو مسلسل چلی آ رہی ہے۔ کہ مصلیٰ گاہ سے خطبہ سے پہلے نہیں جانا چاہئے اور دوسری مسلسل میں کھجور و پانی کی ضیافت فرما کر ایک سے دس مہمانوں تک کے فضائل ضیافت کو ارشاد فرمایا ہے۔ اس پر بعض نے موضوع ہونے کا کہا ہے۔ لیکن میں نے اس پر خوب تحقیق کی ہے حضرت مدنیؒ اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے بھی رجوع کیا مجھے اس موضوع ہونے کا کہیں سے پتہ نہیں چلا۔ ایک مبارک عمل ہے۔ ابھی میری طرف سے سب کو کھجور اور پانی پلایا جائے گا اور پھر حدیث پڑھی جائے گی"۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مدظلہٗ نے کھجور و پانی تقسیم کرنے کے بعد پہلے مسلسل بالعید اور پھر مسلسل بالاسودین والی حدیث شریف امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تلاوت کی۔ پھر حضرت الشیخؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ (امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد انبھٹوی قدس سرہٗ) سے یہ حدیثیں عید کے دن سُنیں اور یہاں شریک علماء کو ان دونوں مسلسلات کی اجازت دیتا ہوں"۔

اس طرح علماء کے علاوہ یہ پورا مجمع بھی حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد بن گیا۔ البتہ آگے کے لئے اجازت صرف علمائے کرام کو نصیب ہوئی۔ فللہ الحمد کلہٗ

اس کے بعد چھ بجے ناشتہ پر تکلف ہوا جس میں حضرت الشیخ قدس سرہٗ بھی کرسی پر رونق افروز تھے۔ عجیب سہانا منظر تھا۔ حضرت الشیخؒ بہت زیادہ خوش تھے۔ تبسّم ان کے لبوں پر تھا۔ اور اپنا تبرک سب کو دے رہے تھے سیہ کار کو بھی یہ سعادت ملی۔ پھر صرف اعتکاف کرنے والوں کو مصافحہ کی اجازت خاص ملی۔ جو نعمت غیر مترقبہ تھی۔ اور اس سے زیادہ یہ انعام خداوندی ہوا کہ چلتے وقت مولانا احسان صاحب مدظلہٗ نے یہ

احسان فرمایا کہ دوسری طرف سے اندر حجرۂ مبارک میں سیہ کار کو لے گئے۔ تعارف کرکے مجھ سے بات کرنے کو فرمایا۔ سیہ کار نے عرض کیا "آجکل قرآن کریم کی تلاوت کلام نفسی کے طور پر کرنے کا جذبہ وداعیہ ہے"۔ فرمایا کہ "اتنا درجہ نہیں جو زبان سے پڑھنے کا ثواب ہے"۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کلام نفسی کا بھی ثواب تو ہوگا فرمایا "کیوں نہیں تدبر وتفکر سے کوئی حرج نہیں"۔ پھر روحانی اسباق کی تفصیل پیش کی۔ مولانا احسان صاحب نے کہا کہ جی "مدرس بھی ہیں مصنف بھی" اس پر حضرت الشیخؒ نے فرمایا کہ "مبارک بس یہی اشغال کافی ہیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمودہ اور دوازدہ تسبیح اور مراقبہ دعائیہ اور بس۔ آپ جیسے مشغول حضرات کو زیادہ نہیں بتایا کرتا وہ سب بھی دین ہے اور ممد ومعاون"۔ پھر میں نے نوشہرہ کے احباب درس وذکر ودیگر حضرات کا سلام عرض کرکے سب کے لئے دُعا کی درخواست کی تو فرمایا "بہت اچھا" پھر اپنے لئے دعا کی درخواست کے ساتھ الوداعی مصافحہ کا شرف پایا، حضرت الشیخ نے بڑی مسرت اور مسکراتے ہوئے کلمات دعائیہ اور مصافحہ سے نوازا۔ فالحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

اس کے بعد ہم لاہور حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کی خدمت میں ملاقات وعید مبارک پیش کرنے لاہور پہنچے۔ حضرت مدظلہم نے بھی بڑی شفقت فرمائی اور اعتکاف کے واقعات بڑی دلچسپی ومسرت سے سُنے۔ دوپہر کا طعام اپنے ساتھ کھلانے کی سعادت بخشی اور رات ہم واپس نوشہرہ روانہ ہوئے۔ چند ماہ کے بعد حضرت الشیخ قدس سرہٗ کا ایک خط باعث مسرت ہوا۔ جو بطور تبرک افتتام پر پیش خدمت قارئین کرام ہے۔

۷۸۶

عنایت فرمائم سلمہ بعد سلام مسنون۔

عنایت نامہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیصل آباد کے قیام رمضان کو قبول فرمائے میرے لئے بھی موجب خیر بنائے۔ اللہ تعالیٰ اثرات باقی رکھے بلکہ ترقی فرمائے۔ آپ نے اس رمضان کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رمضان سے مشابہ قرار دیا یہ بڑا ظلم کیا۔ میں کہاں اور حضرت شیخ التفسیرؒ کہاں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کی دعا کو قبول فرمائے، حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے بتلائے ہوئے معمولات زیادہ مقدم ہیں پہلے ان کو کریں پھر وقت بچے تو میرے بتلائے ہوئے معمولات کریں۔ اللہ جل شانہٗ مجھے بھی اس اجازت کی برکت عطا فرمائے، اللہ جل شانہٗ اپنے فضل وکرم سے انجمن خدام الدین نوشہرہ کے ساتھ کی مخالفت کو دُور فرمائے مخالفت ہر دینی کام میں ہوتی آئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کے قرآنی مدرسے کو مکارہ سے محفوظ رکھ کر ترقیات سے نوازے۔ آپ چہل حدیث شائع کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ بڑے شوق سے اجازت ہے۔[1] درود تنجینا میرے رسالہ فضائل درود شریف میں ہے قصہ سمیت نقل کر دیں۔ البتہ درود ناریہ میرے علم میں نہیں ہے۔ اس کے لئے مولانا افتخار الحسن صاحب قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر سے خط وکتاب کریں۔ ان کو اس کی تفاصیل معلوم ہیں مجھے اس درود کے متعلق کچھ بات معلوم نہیں، دلائل الخیرات کی تصنیف کا واقعہ پہلے تو خوب معلوم تھا لیکن اب بیماری نے سب کچھ بھلا دیا۔ دلائل الخیرات متعدد جگہ کی مطبوعہ دیکھیں شاید کہیں مل جائے کتب احادیث کی آپ کو اجازت دیتا ہوں تحریری طور سے لکھنا یہاں مشکل ہے۔ انجمن خدام الدین اور مدرسہ انوار القرآن نوشہرہ کے لئے دل سے دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ترقیات سے نوازے آپ کے لئے صدقہ جاریہ فرمائے اس سیہ کار کو بھی دعاؤں میں یاد فرمالیا کریں۔ مولانا عبیداللہ انور صاحب کی خدمت میں بھی سلام مسنون کے دعا کی درخواست کر دیں۔ اہل مجلس ذکر اور طلباء حضرات کی خدمت میں میری طرف سے سلام مسنون اور درخواست دُعا۔ میرے بہت سے احباب یہاں ہیں ان سب کی طرف سے سلام مسنون!

فقط

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ بقلم شاہد غفرلہ
سہارنپور ۲۰/ نومبر ۱۹۸۰ء

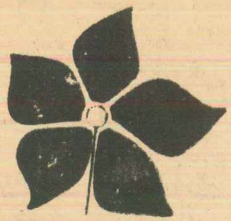


[1] درود شریف پر یہ کتاب مرتب ہو گئی ہے عنقریب شائع ہونے والی ہے احباب کرام طلب فرمائیں مفت تقسیم ہوگی۔ انشاء اللہ
الصدیقی عفا اللہ عنہ

تبرکات



درس قرآن پاک



ارشادات حضرت مولانا محمد شعیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ مجاز حضرت اقدس لاہوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ

مرسلہ: محمد ریاض الحسن قادری ـــــ پاک فضائیہ، سرگودھا

حضرت مولانا محمد شعیب مولوی محمد امام دین قادری ٹیوب ویل آپریٹر کی دعوت پر تبلیغی سلسلہ میں ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ آپریٹر موصوف ان ایام میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسفر ہوتے۔ دوران سفر حضرت جو کچھ ارشادات فرماتے وہ آپریٹر صاحب قلمبند کر لیتے بعد میں حضرت کو سنا دیتے۔ انہی تبرکات میں سے ایک درس پیش خدمت ہے ـــــ (المرسل)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وقضی ربک تالعبادہ خبیرًا بصیرًا ہ

پ ۱۵ کا تیسرا رکوع تلاوت فرما کر اس کا پنجابی زبان میں ترجمہ بیان فرمایا۔ بعد ازاں فرمایا کہ اسلام کی، قرآن کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کلام پاک کے تیس ۳۰ پاروں اور حدیث شریف کی کتابوں فقہ کی کتابوں جن سے الماریاں بھری پڑی ہیں سب کتب کا مطلب یہ نکلتا ہے۔ پہلا مسئلہ عبادت اللہ تعالیٰ کی، دوسرا مسئلہ اطاعت نبی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرا مسئلہ حقوق العباد کا ادا کرنا، اطاعت رسول اکرم کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ ان کی ہر معاملے میں تابعداری کی جائے حقوق العباد یہ ہے کہ مخلوق کی جائز خدمت کر کے دعائیں حاصل کرو یعنی اللہ تعالیٰ کو عبادت سے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق کو جائز خدمت سے راضی کرو (ہمارے حضرت لاہوری اسلام کا خلاصہ یہی ارشاد فرماتے) ان آیات میں مسئلے دو ہیں۔ اللہ کی عبادت کرو کسی اور کی نہیں رسول اللہ کی اطاعت ہے عبادت نہیں۔ حکم کیا رب تیرے نے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ مال کی، جان کی اور زبان کی عبادتیں خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ مال کی عبادت، زکوٰۃ صدقہ عشر وغیرہ۔ جان کی عبادت، سجدہ رکوع اور روزہ رکھنا طواف اعتکاف وغیرہ۔ دو رکعت نماز سنت تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت خدا تعالیٰ کی۔ اب زبان کی بندگی مثلاً ہاتھ کھڑے کر کے دعا کرنا۔ بیمار کی شفا کے لئے دعا کرنا وغیرہ۔ سب اسی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہیں۔ التحیات سے لے کر عبدہٗ و رسولہٗ تک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام عبادات ہیں نہ کہ کسی اور کے لئے۔ جان و مال کی بندگی غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کا یہی مشن تھا۔ حضرت آدمؑ کا مسئلہ لا الٰہ الا اللہ۔ حضرت نوحؑ کا مسئلہ لا الٰہ الا اللہ۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کا مسئلہ۔ حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ بلکہ حضرت آدمؑ تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ لا الٰہ الا اللہ۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ میاں جی کو بلاؤ۔ بچے کے کان میں اذان کہہ دے۔ مرنے والے کے پاس بھی کلمہ کا ورد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حدیث سے ثابت ہے حضور پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا ذکر لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، غیر کی نذر نیاز نہ دینا، غیر کی منت نہ ماننا، غیر کو سجدہ نہ کرنا، غیر کو نہ پکارنا وغیرہ، تابعداری حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے۔ کہ جس طرح نماز پڑھنی بتائی ویسی نماز پڑھے سجدہ رکوع اسی طرح کرے جیسا حضور پاکؐ نے بتایا۔ باقی کاموں میں بھی حضور پاکؐ کی تابعداری کرو۔ تیس پارے حضور پاکؐ پر نازل ہوئے ہیں۔

تیسرا مسئلہ حقوق العباد کا۔ پہلا نمبر ماں باپ کی خدمت کرنا ہے۔ تابعداری کرنا حضور پاکؐ کی۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر پہنچیں دونوں یا ایک ماں باپ میں سے بڑھاپے کو تو ان کی خدمت کرو۔ ان کے آگے ادب کے بازو جھکا دو اتنی خدمت کرو کہ وہ خوش ہو کر دعائیں دینے لگیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا تینوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ماں باپ کی اولاد کے حق میں۔ عادل بادشاہ کی رعایا کے حق میں۔ اور مظلوم کی ظالم کے حق میں جب اس پر ظلم کرے کوئی۔ والدین تب دعائیں دیں گے جب ان کے دل راضی ہوں گے۔ غائبانہ دعائیں قبول ہوں گی. جب وہ خوش ہو کر دعائیں کریں گے۔ ناراض ہوں گے تو نہیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا والدہ کی شفقت اولاد پر والد سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اب والدہ نے بلایا تو پرواہ نہیں۔ اگر والد نے بلایا تو ہوں! ماں باپ کو ڈانٹنا جھڑکنا گھورنا، ڈانٹ ڈپٹ سے پیش آنا حرام، ان کو ستانا حرام، ان پر رعب ڈالنا تنگ کرنا حرام، غرضیکہ ان کو کوئی بھی بات خلافِ ادب کہنا حرام ہے۔ خدمت بھی کرو تو پیار محبت کے ساتھ کرو۔ میٹھے بول سے پیش آؤ۔ زبان سے کوئی بھی بات ایسی نہ نکلے جس سے بے ادبی کی بو آئے۔ ہمیشہ ادب کی بات کرو۔ خواہ کتنا ہی بڑا عہدہ یا ڈگری مل جائے۔ والدین کے سامنے ادب سے بولو۔ ماں باپ کے لئے دعا کرو۔ یا اللہ! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا پرورش کی۔ کیونکہ والدین نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے پرورش کی ہے۔ بعض والدین اولاد کے حق میں سخت ہوتے ہیں مگر والدین کے حق میں دعا کرتے رہا کرو۔ اپنی طرف سے دل صاف رکھو۔ خدمت کرو گے تو نیکوکار اور فرمانبردار ہو گے۔ اگر کدورت دل میں ہے تو یہ برا ہے۔ ان تین چار آیتوں میں حقوق العباد یعنی والدین کے حقوق بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اللہؐ کی اطاعت اور والدین کی خدمت۔

ایک صحابیؓ آیا عرض کی یا رسول اللہؐ میرے والدین انتقال کر گئے۔ "مرنے کے بعد بھی ان کا میرے اوپر حق ہے" فرمایا ہاں! ایصال ثواب کرنا، نماز پڑھو، قرآن پاک پڑھو۔ حضور پاکؐ فرماتے ہیں۔ قل شریف تیسرا حصہ قرآن کا ثواب یعنی درجہ رکھتا ہے۔ ان پڑھ ہے تو تین دفعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر ثواب تحفہ بھیجے بطفیل نبی پاک کے۔ والدین پھر اکابرین اور جملہ مومنین کو تحفہ کرے۔ اس کے بعد اولاد کا حق ہے کہ اگر والد مرحوم نے کوئی کسی سے وعدہ جائز کیا تھا پورا کرے۔ اس کے مرنے کے بعد والد کے دوستوں اور والدہ کے پاس آنے جانے والیوں سے ادب و سلوک سے پیش آنا۔ اچھا برتاؤ کرنا کہ ہمارے ماں باپ کے پاس سلوک سے آنا جانا تھا۔ اس لئے ان کا احترام ضروری ہے۔ ایک اور مسئلہ والدین کے حقوق ادا کرنے والا اگر کہے یا اللہ میرے والدین کی جو میں نے خدمت کی انہی کے صدقے میری مصیبت ٹال دے۔ یہ ایسی عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین کے صدقے میں دنیا کی مصیبتوں سے پناہ دیتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے تین بزرگوں کا واقعہ ہے۔ بارش کی وجہ سے ایک غار میں پناہ کے لئے گئے۔ پتھر کے لڑھکنے سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ تینوں نے زور لگایا مگر منہ نہ کھلا کیونکہ پتھر بھاری تھا۔ جہاں جسمانی طاقت جواب دے جائے روحانی طاقت لگا کر دیکھئے کہ نیک اعمال کے صدقے دعا کریں۔ ایک نے کہا یا اللہ میرے والدین بھی تھے۔ بیوی بچے بھی تھے۔ اونٹنیاں دودھ کے لئے تھیں ان کا دودھ دھو کر گذر کرتا تھا۔ اونٹنی کا دودھ ویسے بھی معدہ کو درست کرتا ہے۔ بھینس گائے کے دودھ پر مکھن

آتا ہے۔ اونٹنی کے دودھ پر مکھن نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے غذا کے لئے مکھن اس کے دودھ سے نہیں بنایا۔ ایک روز شام کو دودھ دوہ کر ذرا دیر سے آیا تو والدین سو چکے تھے۔ والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ بچے بلکتے رہے مگر والدین سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا پسند نہ کیا۔ ساری رات بچوں نے اور اس نے جاگ کر گذار دی۔ دن چڑھے پہلے والدین کو دودھ پلایا بعد میں بچوں کو۔ یا اللہ اگر میری یہ نیکی قبول ہے تو اس کی برکت سے غار کا منہ کھول دے۔ تیسرا حصہ پتھر کا ہٹ گیا۔ اب دوسرے نے دعا کی۔ دوسرے نے دعا کی یا اللہ میں گناہ پر آمادہ ہو گیا تھا مگر تیرے خوف تیری رضا کے لئے رک گیا تھا اگر تیرے دروازے پر یہ نیکی قبول ہے تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ دعا ختم ہوئی تو اور راستہ ہموار ہو گیا۔ تیسرا حصہ پتھر کا باقی رہ گیا تھا۔ جس طرح نیکی کرنا نیکی ہے۔ اسی طرح گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے۔ اگر گناہ میں گھر جائے تو بچنا بھی عبادت ہے۔ تیسرے نے کہا یا اللہ میں نے مزدور رکھا تھا۔ باقی مزدوروں کے ساتھ جب اسے مزدوری دینے لگا تو وہ ناراض ہو گیا کہ مزدوری کم ہے، لیکن تھی پوری۔ وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں نے اس رقم سے بکری خریدی کئی سال میں ریوڑ بن گیا۔ اس کی خدمت کرتا رہا۔ جب مزدور کا غصہ دور ہوا تو پھر آیا کہنے لگا خدا سے ڈر میرا حق مجھے دے دے۔ میں نے کہا یہ ریوڑ تیرا ہے لے جا۔ اس نے کہا میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا مذاق نہیں حقیقت ہے کہ مال تیرا ہے۔ میرے ایک دوست مکہ معظمہ میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں مولوی جی! اللہ کی رحمت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اس وقت بکری معمولی رقم میں مل جاتی تھی۔ اب تو بکری پورے چار پانچ سو میں ملتی ہے۔ کبھی بیس پچیس روپے بھی تھی۔ کبھی ہم تین ریال میں پوری بکری خرید لیتے تھے۔ بکری قدرتی طور پر بڑا برکت والا مال ہوتا ہے چند سالوں میں ریوڑ بن جاتا ہے۔ جب وہ آیا تو ریوڑ بن چکا تھا۔ سب کا سب اس کو دے دیا۔ یا اللہ! میں نے یہ دیانتداری تیری رضا کے لئے کی ہے۔ تیرا حکم ہے کہ کسی سے خیانت نہ کرو۔ اگر میری دیانتداری تیرے دربار میں قبول ہے تو پتھر کو ہٹا دے۔ دعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ پتھر ہٹ گیا۔ آجکل دودھ میں پانی ملانا کیا دیانت داری ہے۔ اب تو نمونہ بھرنے والے حکام کا حال۔ کہ اگر دودھ میں ملاوٹ نہ کریں مگر ان کو کچھ نہ دیں۔ تو بھی جرمانہ کر دیتے ہیں یہ ظلم ہے ہر چیز میں ملاوٹ۔ مرچوں میں، آٹے میں، ہر چیز میں ملاوٹ۔ الاماں۔

آدمی اپنا معاملہ صاف رکھے کسی سے خیانت نہ کرے۔ دنیا میں اس طرح گذارہ کرے کہ دنیا میں کچھ بھی نہ ملا تو آخرت کا ثواب باقی ہے۔ ایک صحابیؓ غلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشریف لے گیا۔ اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی ڈھیری میں ہاتھ ڈالا تو نیچے گندم گیلی یعنی بھیگی ہوئی تھی۔ یہ کیا ہے؟ دکاندار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بارش ہو گئی تھی. چونکہ صحابیؓ کو مسئلہ کی خبر نہیں تھی۔ فرمایا اوپر سے خشک نیچے سے بھیگی ہوئی یہ دھوکہ بن جاتا ہے۔ فرمایا جو دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

مسئلہ یہ بیان کر رہا تھا کہ والدین کا حق زندگی میں ادا کرتے رہو ان کا حق زندگی میں بھی ہے۔ مرنے کے بعد بھی اور دین کے اکابر کا حق والدین سے بھی آگے ہے۔ والدین نے پرورش کیا۔ اکابر نے دین سکھایا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں کس کی خدمت کروں فرمایا ماں کی تین دفعہ فرمایا چوتھی دفعہ فرمایا باپ کی کیونکہ باپ تو سدھارنے کے لئے ڈنڈے بھی لگا لیتا۔ ماں کی شفقت زیادہ۔ اس کے بعد رشتہ داروں مثلاً سگے بہن بھائی، دادا دادی، چچا چچی، نانا نانی، اگر مالی خدمت کرنے کا حقدار نہیں تو جانی کرے۔ ایک مسکین دروازے دروازے پر آ جائے جو توفیق ہو دے دیا۔ مسافر ہے دروازے پر آ گیا جیسا آپ کھائے ویسا اس کو کھلائے۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہم السلام ایک بستی میں گئے انہوں نے کھانا نہ دیا قیامت تک مہر لگ گئی۔ گھر میں جو بھی خشک و تر ہو دے دو۔ اگر کچھ بھی نہیں تو صبر کرو۔ قرض لے کر خیرات کرنے کا حکم نہیں ہے۔ فضول خرچی پر بھی مال نہ لگاؤ۔

بیں نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا۔ مثلاً بازار گیا۔ فلاں چیز کھاؤ فلاں کھاؤ یہ فضول خرچی ہے۔ شادی بیں ڈھول تماشے وغیرہ پر خرچ نہ کرو۔ فضول طریقہ سے دوستوں کو کھلانا پلانا وغیرہ فضول خرچی ہیں۔

سینما میلے پر جانا یا کوئی لے جاتا ہے خود تو نہیں جاتا یہ سب اسی میں شامل ہیں۔ فضول خرچی شیطان کی تابعداری ہے۔ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ فضول خرچی کرنے والا بھی ناشکرا ہے۔

اگر ہے تو سوالی کو دے دو اگر نہیں ہے تو نرمی سے جواب دے دو نہ کہ ڈانٹ کر۔ فرمایا نہ کر بند ہاتھ اپنے کو۔ بخیل اللہ سے دور، لوگوں سے دور، جنت سے دور۔ سخی اللہ کے نزدیک، لوگوں کے نزدیک، دوزخ سے دور، اگر پاس ہو دے تو ہاتھ کو بند نہ کرو۔ کچھ اپنے واسطے اور گھر والوں کی خدمت کرو اگر باقی بچ جائے تو باہر دے دو۔ سائل تو قیامت تک ختم نہ ہوں گے۔ اگر گھر سے نہ بچے تو گناہ نہیں کسی سے غریب دیکھ کر تنگی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون قارون جیسوں کو اتنا دیا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں پہلوان نہیں اٹھا سکتا تھا فرعون کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ مگر تھے بخیل کسی کے مالدار کرنے تو کوئی اس کے نزدیک قبولیت کی دلیل نہیں ہے۔ مسکین مردودیت کی نشانی نہیں۔ اللہ بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے۔ یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے کسی کو زیادہ دے اس کی رحمت ہے نہ دے تو

حضرات مشائخ ملت کی خدمتِ عالیہ میں

دعوتِ اتحاد و تنظیم

حضرات گرامی قدر! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ عہدِ حاضر جمعیۃ و تنظیم کا دور ہے حتیٰ کہ خاکروبوں کی تنظیم ہے۔

پھر کس قدر افسوسناک ہے یہ حقیقت! کہ اگر نہیں تو مشائخ دین کی تنظیم نہیں۔ جس کا دردناک نتیجہ یہ ہے کہ!۔ ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

دینِ حق کی تعلیم اور عملِ صالح سے ناآشنا بلکہ بدکردار و بے دین لوگ ملتِ اسلامیہ کے روحانی پیشوا بنے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کے زر و مال کے ساتھ دین و ایمان بلکہ ناموس و آبرو پر شب و روز ڈاکے ڈالتے نظر آتے ہیں۔ یہ سب کچھ نتیجہ ہے اہل حق کی عدم تنظیم اور گوشۂ عافیت سے باہر قدم نہ رکھنے کا!

ع "اے بادِ صبا! ایں ہمہ آوردۂ تست"

اگر ہم نے یہ گرانِ خوابی نہ چھوڑی اور خوابِ شیریں میں مست و مدہوش رہے تو وہ وقت دور نہیں کہ پانی سر سے گذر جائے گا۔ اور قیامت میں ہمیں اپنی غفلت و بے عملی کا بارگاہِ رب العزت میں جوابدہ ہونا پڑے گا ؎

ابھی سے سوچ لو ورنہ حشر کے دن
مرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

وقت کا شدید تقاضا اور امتِ مسلمہ کی خصوصاً زبوں حالی کا اقتضاء ہے کہ حضرات مشائخ تنت گوشۂ عزلت چھوڑ کر میدانِ عمل میں نکلیں اور منظم ہو کر مسلمانوں کی قلبی اصلاح اور روحانی تسکین کا سامان بہم پہنچائیں اور مظلوم مسلمانوں کو ایمان کے ڈاکوؤں کے حملوں سے بچائیں، تاکہ قیامت کے دن ان کا ہاتھ اور ہمارا دامن نہ ہو۔

وما علینا الا البلاغ — و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ و رسولہ و حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

الداعی الی الخیر
(حضرت مولانا) غلام قادر صاحب خلیفہ
مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے۔ (مدیر)

سیرت نبی عربی

تالیف: قاضی زین العابدین میرٹھی
قیمت:
ملنے کا پتہ: پاک اکیڈمی دکان ۲۲ جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی

مجاہدوں کی سرزمین میرٹھ کے باسی اور مشہور عالم و مصنف مولانا قاضی زین العابدین کی یہ کتاب محمد عربی علیہ السلام کی سیرت مطہرہ پر ایک مختصر اور جامع کتاب ہے۔ "جس میں متوسط استعداد کے لوگوں کے لئے سیرت سرورِ کائنات کے تمام اہم واقعات کو اختصار، تحقیق اور جامعیت کیساتھ نہایت سلیس اور شگفتہ زبان میں بیان کیا گیا ہے۔"

۱۶۴ صفحات کی یہ کتاب فی الحقیقت انہی خوبیوں کی حامل ہے بچوں اور کم استعداد کے لوگوں کے لئے بڑی مؤثر اور دلنشین کتاب ضرور حاصل کریں۔

حضرت بی بی پاکدامناں

بی بی پاک دامناں کے نام سے لاہور میں جو مزارات ہیں ان کے متعلق قصہ گو لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادیاں ہیں جو حادثہ کربلا کے بعد یہاں آ گئی تھیں۔ شیعہ اقلیت جو ہر معاملہ میں ٹانگ اڑانے اور ہر عنوان پر مجالس و محافل منعقد کرنے میں تاک ہے اس نے یہاں بھی قبضہ غاصبانہ کا سلسلہ چلا رکھا تھا بہرحال پہلے بزرگ پیر غلام دستگیر نامی تھے جنہوں نے اس قصہ گوئی کا پردہ چاک کیا اور مکھی پر مکھی مارنے والے تذکرہ نویسوں کی غلطی کا تعاقب کر کے بتایا کہ یہ خواتین حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی صاحبزادیاں ہیں ۱۹۶۷ء میں محکمہ اوقاف نے جبکہ مسعود کھدر پوش ایڈمنسٹریٹر تھے ان مزارات کو اپنی تحویل میں لے لیا اور کسی حد تک شیعہ رسوم کا خاتمہ ہوا۔ گو کہ محکمہ نے ڈھیلے انداز میں بعض رسوم کی اجازت دے دی۔

بہرطور یہ کتاب اس سلسلہ میں اچھی کاوش ہے۔ حفیظ اللہ خان صاحب منظر نے خوب منظر کشی کی ہے اور محنت شاقہ کے بعد تاریخی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا ہے محکمہ اوقاف کا فرض ہے کہ وہ جملہ مزارات پر ہونے والی خلاف اسلام حرکات کا سدِ باب کر کے اپنی شرعی ذمہ داریاں پوری کرے۔

۳/۰ روپے میں ادارہ ضیائے ادب ۶/۲۹ بی بی پاک دامن لاہور سے کتاب حاصل کریں۔

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی زید مجدھم ہمارے دور کے جلیل المرتبت علماء میں سے ہیں۔ تدریس، تقریر اور تصنیف ہر میدان میں ان کا خاص مقام ہے لیکن اس پر علم کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ واعظانہ قصہ گوئی نہیں۔ اسلاف کے علوم کا امین اگر آپ کو کہا جائے تو بجا ہوگا۔ آپ کی یہ تالیف اس سے قبل متعدد مرتبہ چھپ کر قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کر چکی ہے اب جامعۃ العلوم الاسلامیہ زرگری کوہاٹ نے بہتر انداز میں اسے چھاپا ہے اور پلاسٹک کور

سے مزین کر دیا ہے ۔/۱۴ روپے میں یہ کتاب حاصل کی جا سکتی ہے۔ آج کل کے فکری گمراہی کے دور میں یہ کتاب بڑی وقیع ہے۔

مولانا عبدالودود قریشی

پشاور کی معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے بانی مولانا عبدالودود قریشی کی سیرت و سوانح پر جامعہ کے ناظم، ماہنامہ صدائے اسلام کے ایڈیٹر مولانا اشرف علی قریشی کے مضامین کا مجموعہ جو بڑے سبق آموز ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدمی بڑا کیسے بنتا ہے اور زندگی کے میدان میں ترقی کیسے کرتا ہے؟ ہماری خواہش ہے کہ خاص طور پر طلبہ برادری اس کو ضرور پڑھے۔ سات روپے میں جامعہ اشرفیہ چارسدہ روڈ پشاور سے کتاب دستیاب ہے۔

سید اسد اللہ دوارکی کی تصنیفات

شاہ صاحب اکبری منڈی لاہور کے خطیب ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ السنہ شرقیہ کی اسناد رکھنے کے ساتھ ساتھ اکادمی علوم اسلامیہ کوئٹہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کے پانچ رسالے ہمارے سامنے ہیں۔ ۱۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو علاقہ کشمیر کے عظیم صوفیا میں سے تھے کا تذکرہ جو گو مختصر ہے لیکن بہرحال ضروری حالات کو جامع ہے (۲) تفہیم الاوراد جو اوراد فتحیہ سے متعلق ہے جس کے بارے میں امام الہند ولی اللہ دہلوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ ایک ہزار چار سو اولیاء کاملین کے وظائف کا یہ مجموعہ ہے اور خود شاہ صاحب اسے باقاعدگی سے پڑھتے۔

۳۔ تیسرا رسالہ نماز سے متعلق ہے، چوتھا تجارت سے متعلق اور پانچواں اخلاقی انحطاط کے علاج پر مشتمل ہے۔ ہر رسالہ موصوف نے درد دل سے لکھا اور محنت سے مرتب کیا ہے۔ جن سے عوام کو یقیناً فائدہ ہوگا — مدرسہ جامع القرآن جامع مسجد اکبری منڈی لاہور سے حاصل کریں۔

السنی الدری

مولانا محمد یعقوب صاحب کا یہ رسالہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ کی نماز کے عدم جواز پر مشتمل ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ جو علم حدیث میں بھی یگانہ روزگار امام تھے۔ انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں بڑے واضح دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ بستیوں میں جمعہ نہیں۔ لیکن آج کل کے مدعیان عقیدہ سلفیت کا کہنا یہ ہے کہ جمعہ ہر جگہ درست ہے — مولانا نے اچھے انداز سے دلائل کا محاکمہ کیا ہے۔ ایک علمی چیز ہے دس روپے میں شعبہ نشر و اشاعت جامعہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ سے حاصل کریں۔

شانِ صحابہؓ

قمر حجازی صاحب کو صحابہ علیہم الرضوان سے گہری وابستگی ہے وہ اچھا کلام لکھتے ہیں اور بالعموم صحابہ علیہم الرضوان سے متعلق ہی لکھتے ہیں۔ خدام الدین میں ان کی نگارشات چھپتی رہی ہیں۔ ان کے کلام کا یہ مجموعہ پنجابی تحقیقی مرکز چوک اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے جو سنی برادری کے لئے فائدہ کی چیز ہے۔

بچپن میں سیکھا ہوا علم

حدیث: اَلْعِلْمُ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ

ترجمہ: بچپن میں حاصل کیا ہوا علم پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔

تشریح: بچپن میں حافظہ تیز، دماغ روشن اور دل مطمئن ہوتا ہے کوئی فکر اور پریشانی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایسے اطمینان کے وقت میں، پڑھا ہوا علم ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ اسی لئے بچپن میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بہارِ عید

گلشنِ ملت میں آئی تھی بہارِ عید بھی
اور ہلالِ عید کی بھاتی تھی ہم کو دید بھی

جب صلاح الدین ایوبی یہاں موجود تھا
جب محمد ابن قاسم تھا یہاں محمود تھا

جب شہاب الدین غوری کا یہاں پر دور تھا
اے ہلالِ عید! جب تیرا سماں کچھ اور تھا

اندلس پر جبکہ طارق کا سفینہ تھا رواں
جب مسلماں کا وطن تھا واقعی سارا جہاں

گو، ہلالِ عید اب بھی ہے فلک پر ضوفگن
ہاں، مگر مردِ مسلماں کا نہیں کوئی وطن

کابل و قندھار ہو یا ہو فلسطیں کی زمیں
بندۂ مومن کا اب کوئی ٹھکانا ہی نہیں

خونِ مسلم کی جہاں میں ایسی ارزانی ہوئی
دیدۂ حیراں کو کچھ اور حیرانی ہوئی

ہم تھے چھ سو سال جس بھارت کے واحد حکمراں
کفر نے ہم کو نکالا ہے وہاں سے بے گماں

کفر نے چھینیں ہماری مائیں بہنیں بیٹیاں
ہم کو ہوتا ہی نہیں لیکن یہ احساسِ زیاں

آج وہ بھارت ہمارے خون سے ہے لالہ زار
سرخی خونِ شہیداں سے ہے گلشن میں بہار،

ہم کہ آپس ہی میں ہر سو برسرِ پیکار ہیں
کیا کبھی سوچا کہ جینے کے یہی اطوار ہیں؟

ہم ہیں اپنوں پر شدید اور دشمنوں پر رحیم
میرے آقا! میرے مولا! ہو گئے ہیں ہم یتیم

شام ہو کہ کابل و ایران ہو، بغداد ہو
خانہ جنگی ہی میں امت کب تلک برباد ہو؟

اے مسلمانو! خدا کے واسطے بھائی بنو
پھر دل و جاں سے اخوت ہی کے شیدائی بنو

چھوڑ دو آپس کی فرقہ بندیوں کو چھوڑ دو
پھر سے اس ٹوٹے ہوئے رشتے کو باہم جوڑ دو

پھر اخوت کا سبق سیکھو ہلالِ عید سے
پھر کرو روشن دلوں کو چاند ہی کی دید سے

اے خدائے بحر و بر! آزاد کی ہے یہ دعا
اک صلاح الدین ایوبی ہمیں کر دے عطا

اک محمد ابنِ قاسم ہم میں پیدا اور کر
ایک طارق ایک بابر ہی ہویدا اور کر

پھر فضا میں پرچمِ اسلام لہرانے لگے!
پھر بہارِ عید کا ہم کو مزا آنے لگے

یکم جولائی ۱۹۸۳ء ——— آزاد شیرازی مدیر تذکرہ

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر B.C.T. ۲۳۶۷-۲۴۸۱ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۰۶۷۶-۹-D.D مورخہ ۴ ۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲/۹۰۱۱/۴۰-۳۱۵۴۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء

مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور کا

جلسہ

تقسیم اسناد
و تقریب
ختم قرآن کریم

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۸۳ء بروز جمعہ
بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

صدارت

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

خطباء

مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان

خطیب العصر مولانا سید محمد عبد القادر آزاد

جمعۃ الوداع

ابتدائے خطبہ ۱- بجے
نماز ۲- بجے

خطاب و نماز

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور

بمقام جامع مسجد شیرانوالہ

عید الفطر

وقت پونے سات بجے
بمقام: باغ شیرانوالہ
(بصورت بارش مسجد)

نوٹ: مستورات کیلئے پردہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہوگا۔

ناظم انجمن خدام الدین، لاہور